فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۷۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: میت کو عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: میت کو عمامہ باندھنا ثابت نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے متعلق بیان کرتی ہیں:

لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ .

''اس میں قمیص تھی، نہ عمامہ۔''

(صحيح البخاري: 1273، صحيح مسلم: 941)

❁ علمائے احناف لکھتے ہیں:

تُكْرَهُ الْعِمَامَةُ لِلْمَيِّتِ فِي الْأَصَحِّ .

''صحیح ترین قول کے مطابق میت کو عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔''

(الدرّ المختار للحصكفي: 578/1، البحر الرّائق لابن نجيم: 189/2)

تنبیہ:

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي سَبْعَةِ أَثْوَابٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سات کپڑوں میں کفنایا گیا۔''

(مسند الإمام أحمد :94/1)

سند ضعیف ہے۔عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور کے نزدیک سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔جن اہل علم نے ان کی توثیق کی ہے،وہ سیء الحفظ ہونے سے پہلے پر محمول ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''جمہور محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔''

(المَجموع شرح المهذّب :155/1، 435، تهذيب الأسماء واللّغات : 50/4)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اِحْتَجَّ بِهِ الْأَكْثَرُونَ .

''اس سے اکثر محدثین نے حجت پکڑی ہے۔''

(المَجموع شرح المهذّب :339/1)

یہ بات درست نہیں۔صحیح بات یہ ہے کہ جمہور نے حجت نہیں پکڑی۔

❀ علامہ مناوی رحمہ اللہ حافظ ابن سید الناس یعمری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوءِ حِفْظِهِ .

''اکثر محدثین نے اسے حافظے کی خرابی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فيض القدير : 527/5)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ .

''اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 134/1)

❀ عطیہ الدعاء سے منسوب ہے:

...... فَاشْتَرَيْنَا لَهٗ بِثَلٰثِمِائَةِ دِرْهَمٍ قَمِيصًا وَّعَمَامَةً وَثَلَاثَ لَفَائِفَ .

''ہم نے سیدنا حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ (کو کفن دینے) کے لیے تین سو درہم میں قمیص، عمامہ اور تین لفافے (میت کو لپیٹنے کے لیے بڑی چادریں) خریدے۔''

(معجم الصّحابة للبَغَوي : 485، معرفة الصّحابة لأبي نعيم الأصبهاني : 1915)

اس اثر کی سند ضعیف ہے، عطیہ الدعاء السلمی کو صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۵/۲۶۳) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَطِيَّةُ الدُّعَاءُ، وَلَمْ أَعْرِفْهُ .

''عطیہ دُعا راوی (کی عدالت) کو میں نہیں پہچانتا۔''

(مَجمع الزّوائد : 44/3)

نیز محمد بن حمران غلطی کا شکار ہو جاتا تھا، یہ بھی اس کی خطا معلوم ہوتی ہے۔

❀ روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی میت کو پانچ کپڑوں میں کفناتے تھے، جن میں پگڑی، قمیص اور تین لفافے ہوتے تھے۔

(مصنّف عبد الرزّاق : 6180، 6181، 6182)

سند ضعیف ہے۔ عبد الرزاق بن ہمام مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: زید بن الحواری العمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: زید العمی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 126/5، 115/10، 260)

❁ حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ وَعَدَمِ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ.

''اکثر محدثین کے ہاں یہ ضعیف ہے اور اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(مجموع رسائل ابن عبد الهادي، ص 68)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(نتائج الأفكار :253/1)

سوال: نماز کسوف کے خطبہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: نماز خسوف و کسوف کا خطبہ مسنون ہے، جو کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد ارشاد فرماتے تھے۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، فَأَيُّهُمَا خُسِفَ بِهٖ أَوْ بِأَحَدِهِمَا

فَافْزَعُوا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِذِكْرِ الصَّلَاةِ .

''سلام پھیرا اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے، فرمایا: سورج اور چاند کو کسی کی موت و حیات کے سبب گرہن نہیں لگتا، یہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں، اگر انہیں گرہن لگ جائے تو فوراً نماز کے لئے نکلیں۔''

(مسند أحمد : 159/2 ، سنن النّسائي : 1497 ، واللفظ لهٗ، سنن أبي داوٗد : 1194)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (901 ، 1389 ، 1392) اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما (2838، 2839) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اِنْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَّنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ، فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ : هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّ لَا لِحَيَاتِهٖ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو سورج روشن ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، جو اس کے شایان شان تھی، فرمایا: یہ اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت یا زندگی سے گرہن نہیں ہوتے، گرہن دیکھیں، تو نماز کی طرف لپکیں۔''

(صحيح البخاري : 1046 ، صحيح مسلم :901)

③ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ : أَمَّا بَعْدُ .

''سورج چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ کے شایان شان حمد و ثنا کی، فرمایا: امابعد!۔'' (صحيح البخاري : 922، صحيح مسلم :901)

④ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کسوف کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا، وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ، مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَأُرِيتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَاليَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا : بِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ : يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ : يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْأَحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ .

''میں نے جنت دیکھی، تو اس سے انگور کا خوشہ لینا چاہا، اگر لے لیتا، تو رہتی دنیا تک آپ اسے کھاتے رہتے، میں نے جہنم بھی دیکھی، ایسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، جیسا آج دیکھا ہے اور میں نے اس میں عورتوں کی کثرت دیکھی۔ عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! وجہ کیا ہے؟ فرمایا: ناشکری۔ کسی نے پوچھا: کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا: شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں، اگر آپ زندگی بھر بیوی سے احسان کرتے رہیں، پھر وہ آپ کی طرف سے خلاف منشا کوئی بات دیکھ لے، تو کہے گی: میں نے کبھی آپ میں خیر نہیں دیکھی۔''

(صحيح البخاري : 1052، صحيح مسلم : 710)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''سورج گرہن ختم ہو چکا تھا، آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی فرمایا: سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، ایسا منظر دیکھیں، تو دعا کریں، اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں، نماز پڑھیں، صدقہ کریں، پھر فرمایا: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! اللہ سے بڑھ کر اس بات میں کوئی غیرت والا نہیں کہ اس کا غلام یا لونڈی (مرد یا عورت) زنا کرے، اے امت محمد! اگر آپ وہ باتیں جانتے ہوتے، جو میں جانتا ہوں، تو روتے زیادہ اور ہنستے کم۔''

(صحيح البخاري : 1044، صحيح مسلم :901)

⑥ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ کسوف کے متعلق بیان کرتے ہیں:

فَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، وَشَهِدَ أَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهٗ، ثُمَّ قَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ، أَنْشُدُكُمْ بِّاللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي قَصَّرْتُ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ تَبْلِيغِ رِسَالَاتِ رَبِّي لَمَا أَخْبَرْتُمُونِي ذَاكَ، فَبَلَّغْتُ رِسَالَاتِ رَبِّي كَمَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُبَلَّغَ، وَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي بَلَّغْتُ رِسَالَاتِ رَبِّي لَمَا أَخْبَرْتُمُونِي ذَاكَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اپنے بندۂ خدا اور اس کا رسول ہونے کی گواہی دے کر فرمایا: لوگو! میں آپ کو اللہ رب العزت کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے رب کا پیغام آپ تک

پہنچانے میں کوتاہی کی ہے، تو مجھے بتا دیں، میں نے کما حقہ رب کا پیغام پہنچا دیا ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میری طرف سے رب کا پیغام آپ تک پہنچ گیا ہے، تب بھی بتا دیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 16/4، سنن أبي داوٗد : 1184، سنن النّسائي : 1484، سنن التّرمذي : 562، وقال : «حسنٌ صحيحٌ غريبٌ»، سنن ابن ماجه : 1264، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1397) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (597) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 329) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 891/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(نتائج الأفكار : 4/2)

ثابت ہوا کہ نماز کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔

❀ نماز کے بعد سورج گرہن ختم ہو جائے، تو بھی خطبہ مسنون ہے۔

سوال: کیا محدثین کا اجماع حجت ہے؟

جواب: جس چیز پر محدثین کرام کا اتفاق ہو جائے، وہ حجت ہے۔

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتِّفَاقُ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَلٰى شَيءٍ يَكُونُ حُجَّةً .

''جس چیز پر محدثین کا اتفاق ہو جائے، تو وہ حجت ہوتی ہے۔''

(المَراسيل لابن أبي حاتِم، ص 192، جامع التّحصيل للعَلائي، ص 269، إكمال

تهذیب الکمال للمُغلطائي : 10/341)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَصْحِيحِ حَدِيثٍ لَمْ يَكُنْ إِلَّا صِدْقًا.

''جب محدثین کسی حدیث کو صحیح قرار دینے پر متفق ہو جائیں، تو وہ حق ہوتا ہے۔''

(مَجموع الفتاوی : 10/1)

سوال: کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ جہنم کے فنا ہونے کے قائل تھے؟

جواب: ہم نے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ''شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا میلان یہ ہے کہ ایک وقت جہنم بھی فنا ہو جائے گی۔''

یہ ہماری خطا تھی، اسے نصوص پر عدم واقفیت پر محمول کیا جائے، جس بنا پر شیخین کی طرف غلط عقیدے کا انتساب ہو گیا۔ درست بات یہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام ثانی ابن قیم رحمہما اللہ فنائے نار کے قائل نہیں۔ جنت و جہنم کے متعلق آپ دونوں کا وہی عقیدہ ہے، جو اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری خطا کو معاف فرمائے، آمین۔ شیخین کی عبارات ملاحظہ ہوں؛

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمَا لَا تَزَالَانِ بَاقِيَتَيْنِ، وَكَذٰلِكَ أَهْلُ الْجَنَّةِ لَا يَزَالُونَ فِي الْجَنَّةِ يَتَنَعَّمُونَ، وَأَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ يُعَذَّبُونَ، لَيْسَ لِذٰلِكَ آخِرٌ.

''بلا شبہ جنت اور جہنم ہمیشہ باقی رہیں گی، جنتی ہمیشہ جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اور دوزخی جہنم میں ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں

گے،اس (نعمت اور عذاب) کی کوئی انتہا نہیں ہوگی۔''

(دَرء تَعارض العَقْل والنَّقل : 358/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا وَسَائِرُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى أَنَّ مِنْ الْمَخْلُوقَاتِ مَا لَا يَعْدَمُ وَلَا يَفْنٰى بِالْكُلِّيَّةِ كَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْعَرْشِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''اسلاف اُمت، ائمہ اور تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ بعض مخلوقات ایسی ہیں، جو کلی طور پر فنا نہیں ہوں گی، جیسے جنت، جہنم اور عرش وغیرہ۔''

(مَجموع الفتاوی : 307/18)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

دَوْرُهُمْ ثَلَاثَةٌ؛ دَارُ الطَّيِّبِ الْمَحْضِ، وَدَارُ الْخَبِيثِ الْمَحْضِ، وَهَاتَانِ الدَّارَانِ لَا تَفْنَيَانِ، وَدَارٌ لِمَنْ مَعَهُ خَبَثٌ وَطَيِّبٌ وَهِيَ الدَّارُ الَّتِي تَفْنٰى وَهِيَ دَارُ الْعُصَاةِ، فَإِنَّهُ لَا يَبْقٰى فِي جَهَنَّمَ مِنْ عُصَاةِ الْمُوَحِّدِينَ أَحْدٌ، فَإِنَّهُ إِذَا عُذِّبُوا بِقَدَرِ جَزَائِهِمْ أُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ فَأُدْخِلُوا الْجَنَّةَ، وَلَا يَبْقٰى إِلَّا دَارُ الطَّيِّبِ الْمَحْضِ، وَدَارُ الْخَبَثِ الْمَحْضِ .

''(روزِ قیامت) لوگ تین گھروں میں تقسیم ہوں گے؛ ① خالص پاکیزہ لوگوں کا گھر (جنت) ② خالص خبیث لوگوں کا گھر (جہنم)۔ یہ دونوں گھر فنا

نہیں ہوں گے۔ ③ وہ گھر، جس میں اچھائی و برائی والے لوگ ہوں گے، یہ گھر ایک وقت فنا ہو جائے گا، اسے ''دار العصاۃ'' (گناہ گار مؤحدین کا گھر) کہتے ہیں، کیونکہ جہنم میں گناہ گار موحدین میں سے کوئی بھی (ہمیشہ) باقی نہیں رہے گا، بلکہ ایسے لوگوں کو جب ان کی بداعمالیوں کے مطابق عذاب دے دیا جائے گا، تو انہیں جہنم سے سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد صرف ''دار الطیب المحض'' (خالص پاکیزہ لوگوں کا گھر یعنی جنت) اور ''دار الخبث المحض'' (خالص خبیث لوگوں کا گھر یعنی جہنم) باقی رہ جائیں گے۔''

(الوابل الصیّب، ص 20)

سوال: اُصول حدیث میں سب سے بہتر کتاب کون سی ہے؟

جواب: ''معرفۃ علوم الحدیث للحاکم'' اُصول حدیث پر مبنی مایہ ناز کتاب ہے، اہل علم نے اس کتاب کی تعریف کی ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ یَسْبِقْ إِلٰی مِثْلِہٖ .

''اس جیسی کتاب کوئی نہیں۔''

(مَجموع الفتاوی: 390/5)

سوال: حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی صاحب کا تعلق مسلک دیوبند سے تھا۔ کاندھلوی صاحب اہل سنت سے منحرف تھے، پکے ناصبی تھے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِيَّ، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي .

''ایک قوم میری محبت میں غلو کی وجہ سے، دوسری قوم میرے ساتھ بغض کے سبب آگ میں داخل ہوگی۔''

(السّنة لابن أبي عاصم : 983، وسنده صحيحٌ)

❀ کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ ابتدا ہی سے خلافت کے متمنی تھے، لیکن ان کا بس نہ چل سکا اور جب ان کو ایک پارٹی مل گئی، تو ہر اس ہستی کو خس وخاشاک کی طرح بہانے کے لیے تیار ہو گئے، جو ان کی راہ میں حائل ہو۔ بالفاظ دیگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جتنی جنگیں لڑیں، وہ اپنے اقتدار کے لیے لڑی ہیں۔''

(مذہبی داستانیں:1/303)

یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کبھی بھی خلافت کے متمنی نہیں رہے، بلکہ مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی طرح منتخب ہوئے، جس طرح ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم منتخب ہوئے تھے۔ ہمارے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار درحقیقت خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا انکار ہے اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا انکار درحقیقت خلافت علی رضی اللہ عنہ کا انکار ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ برحق اور سچے خلیفہ تھے۔

❁ فرزندِ علی، محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، قَالَ : فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ : إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

مَقْتُولٌ السَّاعَةَ، قَالَ : فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ : فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهٖ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ : خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ : فَأَتٰى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتٰى دَارَهٗ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهٗ، فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا : إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ : لَا تُرِيدُونِي، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا : لَا وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ : فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلٰكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِي بَايَعَنِي، قَالَ : فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ .

''ان دنوں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا، کہنے لگا: امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے، پھر ایک اور آدمی نے خبر دی کہ ابھی ابھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے، میں نے کسی اندیشہ کے پیش نظر انہیں کمر سے تھام لیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ ہو آپ کی ماں، چھوڑ یئے! آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، واپس گھر آ گئے، دروازہ بند کر لیا۔ لوگ آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے، دروازہ کھولا، تو آپ کے پاس آ کر کہنے لگے، عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے،

اب ضروری ہے کہ کوئی خلیفہ ہو! اور ہم سمجھتے کہ اس منصب کا اہل آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میرے بارے ایسا مت سوچئے، میں بجائے اس کے کہ امیر بنوں، وزیر ہی بہتر ہوں۔ لوگ کہنے لگے: اللہ کی قسم! آپ سے زیادہ اس منصب کا اہل کوئی نہیں ہے۔ فرمایا: اگر مجھے ہی بنانا چاہتے ہو، تو میری بیعت چھپ کر نہیں ہو گی، میں مسجد چلا جاتا ہوں، جسے بیعت کرنی ہو وہاں آ کر بیعت کر لے۔ آپ مسجد کی طرف نکل گئے، وہاں لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔''

(فضائل الصّحابة للإمام أحمد بن حنبل : 969، وسندهٗ صحيحٌ)

یہاں یہ بھی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ آپ خلافت کے دعویدار تھے، آپ رضی اللہ عنہ تو چوتھے خلیفہ ہونے پر راضی نہیں، بلکہ وزیر رہنا چاہتے ہیں، چہ جائیکہ خلافت بلافصل کا دعوی کریں۔

۞ کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اِن اُمور سے یہ بات خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صحابی نہ تھے، کجا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت۔''

(مذہبی داستانیں:1/287، 293)

سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے شرف صحابیت پر اہل حق کا اجماع و اتفاق ہے۔

(سوال): ناصبیت کے حوالہ سے چند کتب کی راہنمائی فرما دیں۔

(جواب): دشمنان صحابہ دو طرح کے ہیں؛ ① روافض ② نواصب۔ ہر ناصبی رافضی ہوتا ہے اور ہر رافضی ناصبی ہوتا ہے۔

① خلافت معاویہ ویزید (محمود احمد عباسی)

② تحقیق مزید فی خلافۃ معاویہ ویزید (محمود احمد عباسی)

③ ضربِ محمودی بَر فتنہ مودودی (محمود احمد عباسی)

④ سبائی سبز باغ (عزیر احمد صدیقی)

⑤ ارمغان عرب (عزیر احمد صدیقی)

⑥ ارمغان عجم (عزیر احمد صدیقی)

⑦ سادات بنی رقیہ (فیض احمد صدیقی)

⑧ عترت رسول (فیض احمد صدیقی)

⑨ حقیقت مذہب شیعہ (فیض احمد صدیقی)

⑩ مذہبی داستانیں اوران کی حقیقت (حبیب الرحمٰن کاندھلوی)

⑪ تاریخ الامت (اسلم جیراجپوری)

⑫ سیدنا امیر معاویہ (عبدالرحمٰن خلیق)

⑬ سانحہ کربلا (ابومعاویہ اُموی)

⑭ رشید ابن رشید (ابویزید محمد دین بٹ)

⑮ حیاتِ سیدنا یزید (عظیم الدین صدیقی)

(سوال): تثویب کے بارے میں مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ **مجاہد** رحمہ اللہ **سے مروی ہے:**

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ، قَالَ: اخْرُجْ بِنَا فَإِنَّ هٰذِهِ بِدْعَةٌ.

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر کی اذان کے بعد ''تثویب'' کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہاں سے نکالیے، یہ بدعت ہے۔''

(سنن أبي داود : 538)

(جواب): اس اثر کی سند ضعیف ہے۔ ابو یحییٰ قتات جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَيَحْيَى وَالْأَكْثَرُونَ .

''اسے امام احمد، امام یحییٰ بن معین اور اکثر محدثین رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 405/2)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَرَّحَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اس پر اکثر محدثین نے جرح کی ہے۔''

(البدر المُنير : 325/2)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے ہاں ضعیف ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 200/7)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(زوائد مختصر مسند البزّار : 393/2)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہیں سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا ثَابِتُ خُذْ عَنِّي فَإِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِيلَ، وَأَخَذَهُ جِبْرِيلُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''ثابت! مجھ سے سیکھ لیجئے، کیونکہ مجھ سے بہتر کسی سے نہیں سیکھ سکتے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے سیکھا اور جبریل نے اللہ تعالیٰ سے لیا۔''

(سنن التّرمذي : 3831)

(جواب): اس کی سند ضعیف ہے۔ میمون بن عبداللہ (یا ابان) ابوعبداللہ مجہول ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۴۷۲/۷) میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ .

''اس کا کوئی پتا ہے۔''

(میزان الاعتدال : 233/4)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(تقریب التّہذیب : 7048)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔ حسن سے مراد ضعیف ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی خاص اصطلاح ہے۔

سوال: لواطت کرنے اور کرانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: لواطت زنا کی قبیح صورت ہے۔ لواطت کرنے اور کرانے والے کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے، کسی کو شرعی حدود اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں، یہ فساد فی الارض ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا هُوَ الَّذِي دَلَّتْ عَلَيْهِ السُّنَّةُ وَاتِّفَاقُ الصَّحَابَةِ .

''(لواطت میں فاعل اور مفعول کی سزا قتل ہے) اس پر احادیث اور اجماع صحابہ دلیل ہیں۔''

(مَجموع الفتاوی : 390/20)

سوال: قرآن وحدیث میں ناسخ اور منسوخ قرار دینے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

جواب: قرآن وحدیث میں ناسخ ومنسوخ کا اختیار محدثین اور کبار ائمہ مسلمین کو حاصل ہے۔ بعض لوگ جو دلیل ان کے مذہب کے خلاف ہوتی ہے، بغیر دلیل کے اسے منسوخ کہہ دیتے ہیں، یہ اقدام کسی طرح صحیح نہیں۔ احادیث محدثین کی ہیں، انہیں منسوخ کہنے کا حق بھی محدثین کے پاس ہے۔ ہمارے ذمہ محدثین کے علم کی پیروی ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَجِدُ كَثِيرًا مِنْ النَّاسِ مِمَّنْ يُخَالِفُ الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ مِنْ

أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ غَيْرِهِمْ يَقُولُ : هٰذَا مَنْسُوخٌ وَقَدِ اتَّخَذُوا هٰذَا مَجْنَةً؛ كُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ مَذْهَبَهُمْ يَقُولُونَ : هُوَ مَنْسُوخٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْسُوخٌ وَلَا يُثْبِتُوا مَا الَّذِي نَسَخَهُ.

''ہم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکاروں اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سارے لوگوں کو دیکھا ہے، جو صحیح حدیث کے مخالف ہیں، وہ کہہ دیتے ہیں: یہ منسوخ ہے، یہ ان کا وطیرہ ہے۔ جو حدیث ان کے مذہب کے موافق نہ ہو، بغیر علم کے اسے منسوخ قرار دیتے ہیں، وہ اس حدیث کا ناسخ بھی ثابت کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔''

(مَجموع الفتاوی: 150/21)

سوال: قربانی کی مشروعیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے ہاں قربانی مشروع ہے۔ قربانی میں مخصوص دن کو مخصوص عمر کے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے اور اس پر امت کا تعامل رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قربانی کی، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین قربانی کرتے رہے۔

نیز قربانی کے استحباب ومشروعیت پر کتاب وسنت اور امت کا اجماع دلیل ہے۔ یہ اسلام کا شعار اور اللہ کریم کے شکر کا نرالہ انداز بھی ہے۔ قربانی اللہ کا حق ہے اور اس کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔

جو لوگ قربانی کی اہانت کرتے ہوئے اس کو ترک کر دیتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾(الحج: ٣٤).

''ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی ہے، تاکہ وہ ان کو عطا کردہ چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں۔''

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا، يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفید و سیاہ رنگ کے مینڈھے قربان کئے، میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کی گردنوں پر رکھا، اللہ کا نام لیا تکبیر کہی اور ان کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دیا۔'

(صحيح البخاري: 5558، صحيح مسلم: 1966)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (682ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ.

''مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اجماع ہے۔''

(الشّرح الكبير: 530/3)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) لکھتے ہیں:

اَلَّذِي يُضَحّٰى بِهٖ بِإِجْمَاعٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعِزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چار قسم کے جوڑوں کی قربانی ہو گی، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 188/23)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الضَّحَايَا لَا يَجُوزُ ذِبْحُهَا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ .

''اجماع ہے کہ دس ذوالحجہ کے طلوع فجر سے پہلے قربانیاں ذبح کرنا جائز نہیں۔''

(الاجماع، ص 78)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا أَنْكَرَ أَصْلَ مَشْرُوعِيَّتِهِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا بَيْنَ الْأُمَّةِ فَإِنَّهٗ يَكْفُرُ .

''جس عمل کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو، اس کا سرے سے انکار کر دے، تو کافر ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ شامی : 314/6)

❁ نیز نقل کرتے ہیں:

لَوْ أَنْكَرَ أَصْلَ الْوِتْرِ وَأَصْلَ الْأُضْحِيَّةِ كَفَرَ .

''اگر کوئی شخص وتر اور قربانی کی مشروعیت کا انکار کرے، وہ کافر ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ شامی : 314/6)